جناب صابر حسین

شام میں انسانیت کی شام

آج چہار سو مسلمان شیطانیت و باطل پرست طاقتوں کے نرغہ میں ہیں، مشرق ومغرب میں اسلام اور مسلمانوں کو روحانی آزمائشوں سے لے کر سر قلم کر دئے جانے اور زمین دوز کر دینے پر آمادہ ہیں، ان کے حوصلے، اعتماد، ایمان اور زندگی پر شب خوں مارا جا رہا ہے، ابھی تازہ خبر شام کی ہے جہاں حوثیوں اور روسیوں نے آتش گیری سے حلب اور حما کو تہس نہس کرنے کے بعد غوطہ کو نیست و نابود کر دیا ہے۔

جوان مرد، عورتیں، بوڑھے اور خصوصا بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا گیا اور پورا کا پورا ملک ویران و بیابان ہوتا نظر آتا ہے، لاشوں کے انبار نے گویا منارہ بنادیا ہو، ٹپکتے خون اور سسکتی آہوں نے شہر خموشاں سی وحشت پیدا کر دی ہے، تکبیر و تہلیل کی صدائیں دل چیر دیتی ہیں، معصوموں کی چیخیں گویا کانوں میں آگ سے تپی سلائیوں کا کام کر رہی ہوں، دل بیٹھا جاتا ہے، کلیجہ منہ کو آتا ہے، آنکھیں پتھرا رہی ہیں اور بار بار اپنے ماضی کی ورق گردانی کر رہی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ وہی شام ہے جس سے آثار قیامت وابستہ ہیں، جہاں انبیا کرام علیہم السلام نے دستک دی اور جس کا تعلق قدیم اسلامی وراثت سے ہے، جو عہد قدیم میں سلطنت روما مرکز تھا، جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب سب سے پہلا مسلمانوں کا قافلہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فوج کشی کی تھی اور پھر جیش اسامہ کی فتح و کامرانی کے بعد آپ نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی معیت اور تقریبا چار ہزار مجاہدوں کی قیادت کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ملک شام کی طرف روانہ کیا تھا؛ جنہوں نے سب سے پہلے شمالی اور مشرقی فلسطین کو فتح کیا اور پھر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک طویل مجاہدہ و قتل قتال کے بعد پندرہویں ہجری میں جنگ یرموک سے قبل ہی شام پر اسلامی پھریرا لہرادیا تھا۔

نیز یہ وہی شام ہے جو حضرت معاویہؓ کی پائے تخت اور سلطنت وسطوت کی گواہ ہے، جس کی سرسبزی و شادابی اور خوبصورتی نے ہمیشہ نظر کو خیرہ کیا، اس کا تمدن اور اس کی ثقافت پر تاریخیں رقم کی گئیں ہیں، شاید اس کی سب بڑی وجہ وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں شام کی فضیلت اور ان میں قیام کو مبارک بتلایا گیا، ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ستفتح علیم الشام، فِاذا خِیرتم المنازِل فِیھا،

فعلیکم بِمدِینة یقال لها: دِمشق، فاِنها معقِل المسلِمین مِن الملاحِمِ، وفسطاطها مِنها بِارض یقال لها: الغوطة عنقریب تمہارے ہاتھوں شام فتح ہوجائے گا، جب تمہیں وہاں کسی مقام پر ٹھہرنے کا اختیار دیا جائے تو دمشق نامی شہر کا انتخاب کرنا، کیونکہ وہ جنگوں کے زمانے میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا اور اس کا خیمہ (مرکز) غوطہ نامی علاقے میں ہوگا (مسند احمد:۱۷۷۰۰) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اِن فسطاط المسلِمین یوم الملحمة بِالغوطة، اِلی جانِبِ مدِینة یقال لها: دِمشق، مِن خیرِ مدائِنِ الشام مسلمانوں کا خیمہ جنگ کے روز غوطہ)ایک جگہ کا نام ہے، جہاں اس وقت خونی کھیل کھیلا جارہا ہے میں ہوگا مدینہ کی طرف جسے دمشق کہا جاتا ہوگا، جو مدائن شام کے بہتر علاقوں میں سے ایک ہے (ابوداود:۴۲۹۸)

یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی ہے جس کے الفاظ میں یہ صراحت ہے کہ ان دنوں سرزمین دمشق مسلمانوں کے منازل میں سے سب سے بہتریں منزل ہوگی (مستدرک حاکم:۵۳۴/۴) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقر دار المومنین بالشام (فتنوں کے دور میں) مومنوں کا ٹھکانا شام ہوگا (نسائی:۳۵۶۱) علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں: اس فرمان نبوی ﷺ کا اشارہ ہے کہ دورفتن میں شام ایمان والوں کا پرامن ٹھکانا ہوگا جہاں وہ اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکیں گے (النہایہ:۲۷۱/۳)

مشہور صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ شام کو اہل حق کا مرکز بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: لا یزال مِن امتِی ام قائِمة بِامرِ اللّٰہِ، لا یضرهم من خذلهم، ولا من خالفهم، حتی یاتِیهم امر اللّٰہ وهم علی ذلِكِ قال عمیر: فقال مالِكِ بن یخامِر: قال معاذ: وهم بِالشامِ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا، ان کو رسوا کرنے والوں اور ان کی مخالفت کرنے والوں سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہونچے گا اور قیامت تک وہ اسی حالت پر ثابت قدم رہیں گے، (روایت کے راوی حضرت) عمر بن ہانی مالک بن یخامر کی وساطت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا یہ لوگ ملک شام میں ہوں گے (بخاری:۳۶۵۱) حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیصِیر الامر ان تکونوا جنودا مجندة جند بِالشامِ وجند بِالیمنِ وجند بِالعِراقِ، فقال ابن حوالة: خِر لِی یا رسول اللّٰہ ان ادرکت ذلِكِ، فقال: علیکم بِالشامِ فِنها خِیر اللهِ مِن ارضِهِ یجتبِی الیها خِیرته مِن عِبادِهِ، فامااِن ابیتم فعلیکم بِیمنکم واسقوا مِن غدرِکم فِإن الله ـ عز وجل توکل لِی بِالشامِ واهلِهِ

عنقریب معاملہ اتنا بڑھ جائے گا کہ بے شمار لشکر تیار ہوجائیں گے چنانچہ ایک لشکر شام میں ہوگا،

ایک یمن میں اور ایک عراق میں، ابن حوالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو مجھے کوئی منتخب راستہ بتا دیجئے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام کو اپنے اوپر لازم کر لینا، کیونکہ وہ اللہ کی بہترین زمین ہے، جس کے لئے وہ اپنے منتخب بندوں کو چنتا ہے، اگر یہ نہ کر سکو تو پھر یمن کو اپنے اوپر لازم کر لینا، اور لوگوں کو اپنے حوضوں سے پانی پلاتے رہنا کیونکہ اللہ تعالی نے میرے لئے اہل شام اور ملک شام کی کفالت اپنے ذمے لے رکھی ہے (مسند احمد: ۱۷۰۰۵)

کفالت اپنے ذمہ لینے کا مطلب محدثین نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کی اور اس کے باشندگان کی ہلاکت اور دشمنوں کے تسلط سے خصوصی حفاظت فرمائیں گے، اس لئے کہ اس سرزمین کو اللہ نے اپنے منتخب بندوں کے لئے متعین کیا ہے، اور اللہ کے منتخب بندے یہاں رہتے ہیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الابدال یکونون بِالشامِ وھم اربعون رجلا کلما مات رجل إبدل الله مکانه رجلا یسقی بِھِم الغیث وینتصر بِھِم علی الأعداِ وسیصرف عن اھلِ الشامِ بِھِم العذاب ابدال شام میں ہوتے ہیں، یہ کل چالیس آدمی ہوتے ہیں، جب بھی ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوتا ہے، اللہ تعالی اس کی جگہ بدل کر کسی دوسرے کو مقرر فرما دیتے ہیں، ان کی دعا کی برکت سے بارش برستی ہے، ان ہی کی برکت سے دشمنوں پر فتح نصیب ہوتی ہے اور اہل شام سے ان ہی کی برکت سے عذاب کو ٹال دیا جاتا ہے (مسند احمد: ۱۱۲/۱، طبرانی: ۳۹/۵)

شام کی فضیلت کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رأیت عموداً مِن نور خرج مِن تحتِ راسِی ساطِعا حتی استقر بِالشامِ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ نور کا ایک ستون میرے سر کے نیچے سے برآمد ہوا، اوپر کو بلند ہوا اور پھر ملک شام میں جا کر نصب ہو گیا (دلائل النبوۃ بیہقی: ۴۴۹/۶) حضرت علی نے فرمایا: اہل شام کو گالیاں نہ دو ان میں ابدال ہوتے ہیں لا تسبوا اھل الشام فان فیھم الابدال، وسبوا ظلمتھم (مستدرك حاكم ٥٥٣/٤، هكذا في البيهقي: دلائل النبوة) حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: بینا انا نائِم إِذ رأیت عمود الکِتابِ احتمِل مِن تحتِ رأسِی، فظننت انه مذھوب بِهِ، فاتبعته بصرِی، فعمِد بِهِ الی الشامِ، الا وإِن الإِیمان حِین تقع الفِتن بِالشامِ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے کتاب کے ستونوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا، میں سمجھ گیا کہ اسے لیجایا جا رہا ہے چنانچہ میری نگاہیں اس کا پیچھا کرتی رہیں پھر اسے شام پہنچا دیا گیا یاد رکھو! جس زمانے میں فتنے رونما ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا (مسند احمد: ۲۱۷۳۳) یعنی رسول

اللہ ﷺ نے اپنے اس خواب کی تعبیر یہ بیان کی کہ فتنہ کے ظہور کے وقت میں ایمان شام میں ہوگا، حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تقوم الساعة حتى يتحول خِيار اهلِ العِراقِ إلى الشامِ، ويتحول شِرار أهلِ الشامِ إلى العِراقِ وقال رسول اللّٰہصلى الله عليهِ وسلم: عليكم بِالشامِ "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک عراق کے بہترین لوگ شام اور شام کے بدترین لوگ عراق منتقل نہ ہو جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم شام کو اپنے اوپر لازم پکڑو" (مسند احمد: ۲۲۱۴۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ملک شام کے لئے خوش خبری ہے، ملک شام کے لئے خوش خبری ہے، میں نے پوچھا کہ شام کی کیا خصوصیت ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک شام پر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ (مسند احمد: ۲۱۶۰۶، ترمذی: ۳۹۵۴) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللهم بارِكْ لنا فِي شامِنا، وفِي يمنِنا "اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما (بخاری: ۱۰۳۷)

ان روایات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ شام مقدس اور بابرکت سرزمین ہے، جس میں اللہ نے برکتوں کو چھپا رکھا ہے اور جسے اپنے مقربین متقین کے مسکن کے طور پر منتخب کیا ہے، مزید یہ کہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین شام (خیال رہے! احادیث میں شام سے مراد اردن، فلسطین اور لبنان بھی ہیں) کو ہی میدان حشر بنایا جائے گا جہاں قیامت کے بعد اولین وآخرین جمع ہوں گے، چناں چہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الشام ارض المحشرِ والمنشرِ شام حشر ونشر کی سرزمین ہے (مسند بزار: ۳۹۶۵)

ہائے افسوس! آج باہمی خانہ جنگی اور ان میں بیرونی طاقتوں کی دخل اندازی سے لے کر عرب حکومتوں کی بدنیتی اور دین بیزاری اور مغرب پرستی نے اسے تاروتاراج کردیا ہے، اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام لیوا اور "انما المومنون اخوة کا دم بھرنے والوں پر جوں تک نہیں رینگتی، اور "المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا کا سبق پڑھنے والے آج باہمی اختلافات ونزاعات میں ایسے مگن وبدمست ہیں کہ خواب خرگوش سے فرصت نہیں، اور مثل المؤمنين في توادِهم وتراحمهم وتعاطفهم: مثل الجسد، إذا اشتكى منه عضو: تداعى له سائر الجسد بالسهرِ والحمى کے دعویدار بدن چھلنی ہونے اور درد وبیتابی کے باوجود بھی ہونٹوں پر مہر لگائے بیٹھیں ہیں، تو وہیں حضور ﷺ کی اس فرمان

کو بھی بھول گئے: جب اہل شام تباہی وبربادی کا شکار ہوجائیں تو پھر تم میں کوئی خیر باقی نہ رہے گی (ترمذی:۲۱۹۲، باب ماجاء فی الشام) حالانکہ اس امت کے جاں بازوں اور بہادروں کی داستانیں ایسی ہیں کہ ایمان وعقیدہ سے خالی شخص اسے دیومالائی تصور کرے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین اور مسلمانوں کے خون کو حرام بتلانے سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کے آخری لمحہ میں بھی جیش اسامہ کو روانہ کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خالد بن ولید، سعد بن وقاص، عمرو بن عاص اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جفاکشی ومجاہدانہ کردار کیوں نہیں یاد کرتے، عمادالدین زنگی، نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی اور محمد فاتح رحمہم اللہ اجمعین جو تین لاکھ سپاہیوں کولیکر قسطنطنیہ فتح کرنے چلا تو اس نے اپنی عقلمندی وکفن بردوشی کا یہ مظاہرہ کیا کہ لکڑیوں پر چربی مل کر ستر جہاز قاسم پاشا کی سمت سے سمندر میں اتار دیا تھا اور یہ معتصم باللہ جس نے دور دراز سے "وامعتصماہ! کی صدا سن کر ایک خاتون کی مظلومیت کا جواب دیا اور ظالم حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی (دیکھئے: انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر از: سید علی میاں)

آج عالم یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ہونے کے باوجود؛ طاغوتی طاقتوں نے لقمہ تر سمجھ لیا ہے، آخر کیا بات ہے کہ مظالم کی یہ سسکیاں ہماری رگوں میں پھڑ پھڑاہٹ پیدا نہیں کرتیں، ہمارے دلوں میں یہ کیسا جمود اور تعطل ہے؛ جسے معصوموں کی آہیں بھی تحریک نہیں دیتیں، یہ کون سا اسلام اور یہ کون سے مسلم اور کس کتاب کے متبعین اور کس نبی کے پیرو ہیں، جو مظالم برداشت کرتے ہیں اور اف بھی نہیں کرتے، جو ظالموں کے ہاتھ مروڑنے کی طاقت اور صلاحیت سے محروم ہیں، جو موصول وڈیوز اور ظلم وقہر کی داستان بیان کرتی تصویریں دیکھ کر سرد وبیجان سے پڑے رہتے ہیں، جس کا خون ابال نہیں مارتا، جسکی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی بیدار نہیں ہوتی، جس میں کوئی طوفان اور تموج پیدا نہیں ہوتا اور پل پل مسجدوں اور منبرون پر، درسگاہوں اور محفل یاراں میں وعظ وپند اور مراقبت وللّٰہیت کی شیخی بگھارتے ہیں، اللہ...... اللہ...... کیا یہ شان مسلمانی ہوسکتی ہے! حقیقت یہ ہے کہ اس دور بے مروتی اور خزاں میں اسلام کے ایسے پھلدار درخت کی ضرورت ہے جو وقت اور تقاضہ کے اعتبار سے برگ وبار لائے اور موسم بہار کی وہ فضا قائم ہو؛ جہاں بے نظیر انسانیت وجواں مردی اور شجاعت وبہادری کا بول بالا ہو، جن میں اضمحلال وانحطاط کے بجائے عزیمت وجد وجہد کا عنصر نظر آئے، جو ممالک وحکومت اور سلطنت کی دریوزہ گر نہ ہو بلکہ اس کا ہر فرد اور ہر شخص اپنے آپ میں ایک امت اور عزم وبلندی میں ہمالیہ کو شرما دے، وہ سرحدوں اور قیود کی پابندیوں سے آزاد ہو کر انسانیت کی کھیتی کو سیراب کرے اور دعوت وتربیت، بلند سیرت، مجاہدانہ کردار، حوصلہ وایثار پیشہ داعی وسپاہی ہوں جو اپنے ایمان ویقین، للّٰہیت وخلوص اور دینی جوش وحمیت سے قرن اول کی یاد تازہ کردیں۔